جلد ۲۸ | ۱۳ احسان ۱۳۱۹ ھش | ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۹ھ | ۱۳ جون سنہ ۱۹۴۰ء | نمبر ۱۳۴

ہندوستان میں عیسائیت کا زوال

"مسیح اور اس کی تعلیم کی بجائے مہاتما گاندھی مسٹر جناح وغیرہ کی تعلیم ہم پر اثر کر رہی ہے۔ اگر ہم نے دلیرانہ پالیسی اختیار نہ کی۔ تو وہ وقت دور نہیں۔ جبکہ ہندی مسیحیت نیست و نابود ہو جائیں گے"

یہ وہ الفاظ ہیں۔ جو عیسائیوں کے ماہوار رسالہ المائدہ (جون ۱۹۴۰ء) میں شائع ہوئے۔ اور جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عیسائیت کے عروج کی داستان اب قصۂ ماضی کی حیثیت اختیار کر رہی ہے۔ اس کی ترقی۔ اس کی شوکت اور اس کی عظمت کا زمانہ گذر گیا۔ اب مسیحیت میں غیر اقوام کے لوگوں کی شمولیت تو الگ رہی۔ وہ جو مسیحی کہلاتے ہیں عیسائیت کی تعلیم کی بجائے گاندھی جی اور مسٹر جناح کی باتوں کو اپنے لئے قابل تقلید سمجھنے لگے ہیں۔

پھر اسی پر بس نہیں۔ "المائدہ" حقیقت کے چہرے سے نقاب اٹھاتا ہوا لکھتا ہے۔

"روز بروز ہندوستانی مسیحیوں کا وقار غیر مسیحیوں کی نظروں میں گرتا جا رہا ہے"

"کلیساؤں کے اختلافات نے ہمیں بہت کمزور کر دیا ہے"

"آج کل ہمارے پادری کس مپرسی کی حالت میں ہیں۔ لوگوں کی نکتہ چینی کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ کلیساؤں کے بعض بارسوخ ممبران پر ناجائز دباؤ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اگر ان کے اشارے پر نہ چلیں۔ تو وہ ان کو تکلیف پہونچانے سے بھی گریز نہیں کرتے"

"ضرور ہے۔ کہ ہمارے رہنما بھی وہ ہوں۔ جن کو مسیحی مذہب کی واقفیت اور غیرت ہو۔ ان کا ایمان کمزور نہ ہو۔ وہ انجیل اور اس کی تعلیم کے علاوہ کسی اور قسم کی مسیحی تعلیم کو نہ ملنے ہوں"

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ مسیحیوں کی کیا حالت ہے۔ یا تو وہ زمانہ تھا۔ کہ عیسائی کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ اور مذہبی نقطۂ نگاہ سے اپنی اس قدر مضبوط پوزیشن سمجھتے تھے۔ کہ دیگر مذاہب کے لوگوں کو اور خاص کر مسلمانوں کو مقابلہ کے چیلنج دیتے پھرتے تھے۔ مگر آج یہ حالت ہے۔ کہ عام لوگ نہیں۔ بلکہ وہ جو راہنما کہلاتے ہیں۔ انجیلی تعلیم سے بیزار ہو رہے ہیں۔ اور "المائدہ" کو یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ کمزور ایمان والوں کو اپنا راہنما نہیں بنانا چاہیئے

باوجود دنیوی ساز و سامان کے۔ اور باوجود شوکت و حکومت رکھنے کے عیسائیوں کی یہ حالت کیوں ہوئی۔ یہ ایک سوال ہے جس کا زیر بحث موضوع سے گہرا تعلق ہے۔ "المائدہ" نے اس کی وجہ یہ قرار دی ہے۔ کہ:۔

"یہ ہماری کمزوریوں کا نتیجہ ہے۔ آجکل ہماری پالیسی کیا ہے۔ ہماری پالیسی حکمت عملی پر مبنی ہے جس طرف فائدہ نظر آیا۔ اسی طرف ہو گئے۔ مسلم لیگ کا زور ہوا۔ تو مسلم لیگی بن گئے۔ کانگرس کا زور ہوا تو گاندھی ٹوپی پہن لی۔ غرضکہ جیسا وقت دیکھا۔ ویسا ہی اپنے آپ کو بنا لیا"

یہ بھی درست ہوگا۔ مگر ہمارے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے کاسر الصلیب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے عیسائیت کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل چکی ہے۔ اور اب مذہبی میدان میں وہ اپنی علمی بے مائگی کو کھلے طور پر محسوس کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پادری صاحبان کا جوش و خروش ماند پڑتا جا رہا ہے۔ دلائل کے فقدان کا احساس ان کی تاب مقاومت کو بہت حد تک زائل کر چکا ہے عیسائی خود بھی اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیت کا نہ صرف رُخ پھیر دیا ہے۔ بلکہ اسلام کا غلبہ نمایاں کر دیا ہے۔ اور عیسائیت کا تنزل جس کا "المائدہ" کو بھی بادل ناخواستہ اعتراف کرنا پڑا ہے۔ بانیٔ احمدیت کے پُرزور دلائل آپ کی نیم شبی دعاؤں اور قوتِ قدسیہ کا ایک بے مثال ثبوت ہے جس میں روز بروز انشاء اللہ تعالیٰ اضافہ ہوتا جائے گا۔

اس موقعہ پر ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں بھی یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ تھوڑے ہی دن ہوئے "اہلحدیث" میں انہوں نے مسیحی مشنوں کی کارگزاری کی سالانہ رپورٹ کے بعض اقتباسات درج کر کے نتیجہ نکالا تھا۔ کہ عیسائیوں کے مقابلہ میں "مرزا صاحب مع اپنی جماعت کے شکست خوردہ ہیں"

یہ نتیجہ جس قدر غلط اور بے بنیاد ہے۔ اس کے متعلق "الفضل" روشنی ڈال چکا ہے۔ یہ موقعہ اس کے اعادہ کا نہیں۔ ہاں "المائدہ" کے مذکورہ بالا اقتباسات مولوی ثناء اللہ صاحب کے سامنے پیش کر کے ہم ان سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ وہ بتائیں۔ مذہبی میدان میں عیسائیت شکست کھا رہی ہے۔ یا احمدیت۔ عیسائیت کو تو اپنی شکست کا آپ اعتراف ہے اور احمدیت پر

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۱ احسان ۱۳۱۹ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق پونے نو بجے شب کی اطلاع ہے۔ کہ حضور کی طبیعت پیچش کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو دردسر کی شکائت ہے دعائے صحت کی جائے

حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالٰی کی طبیعت علیل ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا کریں۞

بعد نماز عصر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالٰی نے مفتی فضل الرحمٰن صاحب طبیب کا جنازہ پڑھایا۔ اور مرحوم کو عام قبرستان میں دفن کیا گیا۔ احباب دعائے مغفرت کریں

نتیجہ امتحان درجہ ثالثہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان

امسال مندرجہ ذیل طالبات نے درجہ ثالثہ (دینیات کلاس) نصرت گرلز ہائی سکول کا امتحان پاس کیا ہے۔

رول نمبر	نام	نمبر حاصل کردہ	
۱	طاہرہ بنت حاجی محمد اسمٰعیل صاحب	۵۲۴/۷۵۰	میزان میں دوم
۲	امۃ الرشید شوکت بنت مولوی چراغ دین صاحب	۴۲۵	
۳	مبارکہ شوکت بنت بابو عبد اللطیف صاحب مرحوم	۴۹۵	دینیات میں دوم
۴	عابدہ خاتون بنت خان بہادر چودھری ابوالہاشم صاحب	۳۶۶	
۵	امۃ الرشید بنت مرزا برکت علی صاحب	۳۱۳	
۶	سلیمہ بیگم بنت مرزا اسلام اللہ صاحب	۳۷۳	
۸	مبارکہ قمر سیالکوٹی بنت چودھری غلام حسن صاحب	۳۸۲	
۹	محمودہ ثروت بنت شیخ نیاز محمد صاحب	۵۵۱	دینیات اور میزان میں اول
۱۰	امۃ الحفیظ بنت چودھری غلام حسین صاحب بی۔اے۔ایس	۳۸۸	
۱۱	امۃ الرشید بنت چودھری فیض احمد صاحب	۳۴۸	

(ناظر تعلیم و تربیت)

یوم تحریک جدید ۲۸ جولائی ۱۹۴۰ء کو منایا جائے

جس طرح اس سے پیشتر ہر سال حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے دوران سال میں ایک دن اس لئے مقرر کیا جاتا رہا ہے کہ جماعت کے تمام افراد بچے بوڑھے مرد عورت اس دن جمع ہو کر مطالبات تحریک جدید سنیں۔ تاکہ یہ امور از سر نو تازہ ہو جائیں۔ اسی طرح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰی نے امسال یوم تحریک جدید ماہ جولائی کے آخری ہفتہ کا اتوار مقرر فرمایا ہے۔ جو بروئے جنتری ۲۸ جولائی کو ہے۔

لیکن اس دن کے عظیم الشان اجتماع سے پیشتر نہائت ضروری ہے۔ کہ ہر جماعت مختلف اوقات میں جلسے کرتی رہے۔ ایسے جلسے بچوں کے الگ ہوں عورتوں کے الگ اور بڑوں کے الگ اور ان جلسوں میں تحریک جدید کے مختلف مطالبات کو احباب کے ذہن نشین کرانے کی پوری کوشش کی جائے۔

امید ہے کہ سیکرٹریان تحریک جدید اس بارے میں اپنے فرائض ادا کرنے کی پوری کوشش فرمائیں گے۔ اور اس عظیم الشان ثواب کے مستحق ہوں گے۔ جو ایک مخلص اور باہمت کارکن کے لئے اللہ تعالٰی نے مقرر فرمایا ہوا ہے۔ ان جلسوں کی رپورٹیں دفتر تحریک جدید میں باقاعدہ ارسال فرماتے رہیں۞ انچارج تحریک جدید

آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی تقریر اٹلی کی جنگ میں شمولیت کے متعلق

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے۞ حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

شملہ ۱۱ جون آج ۸½ بجے شام آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے حسب ذیل تقریر براڈکاسٹ کی۔ جس کا انگریزی میں بھی ترجمہ سنایا گیا آپ نے فرمایا۔

میں ظفر اللہ خان ہی بول رہا ہوں۔ لیکن عام شہری اور ایک عاجز انسان کی حیثیت سے نہ کہ کسی سرکاری یا افسرانہ حیثیت سے۔ اور جو کچھ کہنے والا ہوں۔ وہ میرے دل کے درد سے ہے۔ نہ کسی بناوٹ یا تصنع سے۔

آج صبح یہ خبر آئی ہے۔ کہ اٹلی نے انگلینڈ اور فرانس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔ پچھلے سال ستمبر میں جب جرمنی نے اتحادیوں کے خلاف جنگ کا آغاز کیا۔ تو خیال تھا۔ کہ اٹلی بھی اس کا ساتھ دے گا۔ اور فوراً اس کے ساتھ شریک ہو جائے گا۔ لیکن کسی مصلحت کے ماتحت اور غالباً جرمنی کے مشورہ کے ماتحت اس نے اس وقت تک اپنی شمولیت کو ملتوی رکھا۔ اور اب غالباً جرمنی کے دباؤ کے ماتحت اس نے اپنے تئیں ہلاکت کی آگ میں جھونک دیا ہے۔ کیونکہ بظاہر اس جنگ میں شرکت سے اٹلی کا اپنا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ نقصان ہی نقصان ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ فوری طور پر فرانس پر دباؤ بڑھ جائے گا۔ مگر جرمنی کا اٹلی کو مجبور کرنا کہ وہ یہ دباؤ ڈالے خود اسباب کا ثبوت ہے۔ کہ جرمنی اپنی طرف سے زیادہ سے زیادہ دباؤ ڈال چکا ہے۔ اور اب مزید دباؤ کے لئے وہ اٹلی کی مدد کا محتاج ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ خیال فرانس کی ہمت بڑھانے کا موجب ہوگا۔ نہ کہ اس کا حوصلہ پست کرنے کا۔

جنگ کا نتیجہ خواہ کچھ بھی ہو۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اٹلی کی بربادی یقینی ہے۔ اگر جیسا کہ ہمیں اللہ تعالٰی کے فضل سے یقین ہے۔ اتحادیوں کی فتح ہوئی تو نتیجہ ظاہر ہے لیکن اگر خوانخواستہ ان کی شکست ہو گئی تو جرمنی کی طاقت اس قدر بڑھ جائے گی۔ کہ اٹلی کی حیثیت ایک باجگزار ریاست سے زیادہ نہ ہوگی۔

اٹلی کے اندرونی حالات اور اس کی جنگی تیاریاں بھی ایسی نہیں۔ کہ وہ زیادہ دیر تک جنگ کے مصائب برداشت کر سکے اس کے مختلف طبقات میں وہ احساس اتحاد نہیں پایا جاتا۔ جو دیر تک جنگ جاری رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ علاوہ ازیں پاپائے روم جن کے ساتھ نوے فیصدی اطالوی گہری عقیدت رکھتے ہیں۔ اس کشمکش میں اتحادیوں کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔ شاہ اٹلی نے اگر جنگ کے لئے منظوری دی ہے۔ تو بادل نخواستہ۔ اور ان حالات میں اٹلی کی طاقت کے ڈھول کا پول چند ہفتوں میں ہی کھل جائے گا۔ اور اٹلی کے لوگ مسولینی کے نام پر برکت مانگنے کی بجائے اس پر لعنتیں کریں گے کہ اس نے جنگ میں شامل کر کے ان کو رسوائی دکھ اور مصیبت کے عذاب میں مبتلا کر دیا۔

بہرحال اب اٹلی اور جرمنی دو نو حلیف ہیں۔ اور ان کا حملہ صرف انگلینڈ اور فرانس کے خلاف نہیں۔ بلکہ دنیا کے امن و امان۔ تہذیب اور روحانیت کے خلاف ہے۔ یہ دونو اتحادی ہیں۔ جو کوشش کر رہے ہیں۔ کہ دنیا سے انصاف۔ مساوات اخلاق اور ہمدردی کے جذبات کو مٹا دیں۔ ایمان کو غارت کر دیں۔ اب ان قوموں کا جو ان باتوں کو عزیز رکھتی ہیں۔ فرض ہے کہ تاریکی کے جوش میں آئے ہوئے۔ اس سیلاب کا متفقہ طور پر مقابلہ کریں۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ دنیا سے روحانیت۔ اعلےٰ اخلاق اور سچائی مٹ جائے۔ اور انسان پھر درندگی کی طرف لوٹ جائیں۔

میں پورا پورا یقین رکھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالٰی اپنے بندوں کو اس حالت میں لوٹنے سے بچائے گا۔ اور تاریکی کی ان طاقتوں کو برباد کر دے گا۔ تھوڑا ہر جمہ صبر کرو۔

باقی ص۷ پر دیکھیں

رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق و حکمت سے پُر ارشادات

حضرت سید محمد اسحاق صاحب کے درس الحدیث سے مختصر نوٹ

مکھی کا کسی چیز میں گر پڑنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اذا وقع الذباب فی اناء احدکم فلیغمسہ کلہ ثم لیطرحہ فان فی احد جناحیہ شفاء و فی الاٰخر داءً۔ کہ جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر پڑے۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ ساری مکھی کو اس میں ڈبو کر باہر نکال کر پھینک دے۔ کیونکہ بے شک اس کے ایک پَر میں بیماری ہے۔ اور دوسرے میں اس بیماری کی دوا ہے۔

فرمایا۔ اس حدیث میں جو یہ آیا ہے۔ کہ برتن میں مکھی پڑ جائے۔ تو اس سے مُراد یہ ہے۔ کہ جب برتن میں پینے کی کوئی چیز جیسے چائے۔ دودھ۔ لسی شربت ہو۔ اور اس میں مکھی گر پڑے فرمایا۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی چائے یا دودھ پی رہا ہو۔ اور مکھی برتن میں گر جائے۔ تو اسے ضرور ڈبو کر وہ چیز ضرور ہی پی جائے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ اگر مکھی گر پڑے۔ اور اسے نکال کر وہ چیز پی لینی ہو۔ تو پھر مکھی کو ڈبو کر نکالنا چاہیئے۔

پس یہ حکم نہیں ہے۔ کہ ضرور ڈبوئے ہاں اس کی حکمت خود ہی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بتا دی۔ کہ اس کے دوسرے بازو میں اس زہر کا تریاق ہوتا ہے جو اس کے ایک بازو میں ہوتا ہے اور وہ اسی بازو کے بل گرتی ہے۔ پس جب کوئی یہ گوارا کر لیتا ہے۔ کہ مکھی کے ایک پہلو کے بل گر پڑنے کے بعد اس چیز کو پی لے۔ تو چاہیئے۔ کہ دوسرے پہلو کو بھی ڈبوئے۔ کیونکہ مکھی جب کسی چیز میں گرتی ہے۔ تو زہریلے پہلو کے بل گرتی ہے۔ اور اگر خود اسے نہ ڈبویا جائے۔ تو دوسرا پہلو وہ نہیں ڈبوتی۔

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ جس چیز میں مکھی پڑ جائے۔ اس کے پینے سے طبیعت کراہت کرتی ہے۔ پھر مکھی کو خود ڈبونے کے بعد کیونکر وہ چیز پی جا سکتی ہے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر کسی کی طبیعت نہیں چاہتی تو وہ اس چیز کو پھینک دیا کرے اور نہ پیئے۔ یہ تو ان لوگوں کے لئے ہے۔ جن کی طبیعت چاہتی ہے۔ اور وہ پی سکتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ جس طرح یہ ثابت شدہ اصل اور کلیہ ہے۔ کہ ان لکل داءٍ دواءً۔ ہر بیماری کا خدا تعالےٰ نے علاج پیدا کیا ہے۔ اسی طرح یہ بھی تسلیم شدہ حقیقت ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے جہاں بیماری رکھی ہے۔ وہیں اس کا علاج بھی رکھا ہے۔ ہاں یہ الگ بات ہے۔ کہ کسی جگہ ہمیں کوئی بیماری نظر آئے۔ مگر اس کا علاج معلوم نہ ہو سکے مگر قدرت نے ضرور یہ انتظام رکھا ہے کہ جہاں کوئی بیماری ہوتی ہے۔ وہیں اس کا کوئی نہ کوئی علاج بھی مخفی ہوتا ہے۔ اسی طرح مکھی کے ایک پہلو میں زہر ہے۔ تو دوسرے پہلو میں اس کا تریاق رکھا گیا ہے۔

پہاڑوں میں ایک بوٹی ہوتی ہے جسے "بچھو بوٹی" کہتے ہیں۔ وہ اگر جسم کے کسی حصے پر لگ جائے۔ تو سخت کھجلی شروع ہو جاتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ایک اور قسم کی بوٹی ہوتی ہے جسے پالک کہتے ہیں۔ اسے کھجلی والی جگہ پر لگا دیا جائے۔ تو فوراً آرام آ جاتا ہے۔

فرمایا۔ اگر بالفرض ہماری تحقیق یہاں تک نہ بھی پہونچے۔ کہ مکھی کے ایک بازو کے ساتھ بیماری والے جراثیم ہوتے ہیں۔ اور دوسرے پر ان جراثیم کا تریاق ہوتا ہے۔ تو بھی ہمیں یقین کرنا چاہیئے۔ کہ جو کچھ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ وہ بالکل سچ اور حقیقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ آپ کی جتنی باتوں کی ہم حقیقت معلوم کر چکے ہیں۔ ان کو ہم نے ویسا ہی پایا۔ جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی حکمت بتائی تھی۔ پس اگر ہم حضور کے کسی فرمان اور ارشاد کی حقیقت و ماہیت کو آج نہیں پا سکے۔ تو کل وہ معلوم ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ ہیئت دانوں۔ فلاسفروں اور سائنسدانوں نے ابھی تحقیقاتوں۔ تجربات اور جانفشانیوں کے بعد ایک چیز کی جو حکمت اور ماہیت ثابت کی۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عرب جیسے غیر آباد علاقہ میں رہتے ہوئے جس میں اس وقت موجودہ علوم و فنون کا نام و نشان تک نہ تھا۔ آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے بتا گئے اگر کسی شرعی حکم کی حکمت کا فوری طور پر علم نہ بھی ہو۔ تو بھی ہمیں اس پر اسی طرح عمل کرنا چاہیئے۔ گویا ہم اس کی حقیقت و حکمت اور ماہیت سے پورے پورے واقف اور آشنا ہیں۔

تکبر اور تزئین میں فرق

فرمایا۔ ایک دن ایک صحابی رضؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا۔ کہ حضور آپ تکبر کو بہت برا سمجھتے ہیں۔ مگر حضور یہ بھی تو صحیح ہے۔ کہ ہر شخص چاہتا ہے۔ کہ عمدہ کھائے پیئے۔ اچھا لباس پہنے۔ خوبصورت ہو کر رہے۔ لوگ اس سے پیار اور محبت کریں۔ اس کی عزت کریں۔ آپ نے فرمایا۔ انَّ اللّٰہ جمیلٌ یحب الجمال۔ لکن الکبر غمط الناس کہ خدا تعالےٰ خوبصورت ہے۔ یعنے تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے۔ اور وہ پسند کرتا ہے۔ کہ اس کے بندے بھی تمام عیوب سے پاک رہنے کی پوری کوشش کریں۔ لیکن تکبر یہ ہے۔ کہ انسان اپنے سوا دوسروں کو ذلیل اور حقیر سمجھے۔ خوبصورت اور عمدہ لباس پہننا تکبر نہیں۔ مگر اس لباس پر فخر کرکے غریبوں سے سیدھے موُنہہ بات نہ کرنا۔ اکڑ اکڑ کر چلنا عمداً سلوار یا تہہ بند کو اتنا ڈھیلا چھوڑ دینا۔ کہ وہ زمین پر گھسیٹتا چلا جائے۔ لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا۔ ان حرکات کا نام تکبر ہے۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ حرکات کرنے والے کے متعلق سخت وعید فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ لا ینظر اللّٰہ الٰی من جر ثوبہ خیلاءً۔ کہ جو تکبر کرتے ہوئے اور اپنی بڑائی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے کپڑوں کو زمین پر گھسیٹتا ہے۔ کہ لوگ تعجب سے اس کی طرف دیکھیں۔ کہ بڑا مالدار معلوم دیتا ہے۔ ایسے شخص کو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

پس اس طرح اپنی خوبصورتی کا اظہار اور جاذب نظر بننے اور لوگوں کی محبت حاصل کرنے کی کوشش کرنا قابلِ اعتراض ہے۔ مگر زینت کا نام تکبر نہیں قرآن کریم میں خدا تعالےٰ مومنوں کو ہدایت کرتا ہے۔ خذوا زینتکم عند کل مسجد کہ ہر نماز کے وقت مسجد میں سنور کر جاؤ۔

خاکسار محمود احمد خلیل۔ شاہ پوری

نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ایک فیصلہ کن بات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی زندگی اور وفات کے بارہ میں آپ کے عقیدہ میں تبدیلی ہوئی۔ یعنی پہلے ایک زمانہ تک حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ سمجھتے رہے۔ اور پھر ان کے فوت شدہ ہونے کا اعلان کیا۔ اسی طرح اپنی نبوت کے بارہ میں بھی حضور کے خیالات میں تغیر ہوا۔ یعنی ایک زمانہ تک آپ اپنے آپکو نبی خیال نہیں فرماتے تھے۔ لیکن پھر اپنے آپکو نبی یقین کرنے لگے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کی پہلے زمانہ کی تحریرات یہ ظاہر کرتی ہیں۔ کہ آپ نبوت کے مدعی نہیں۔ لیکن آخری زمانہ کی تحریرات و تقریرات یہ ثابت کرتی ہیں۔ کہ آپ نبوت کے دعویدار تھے۔

جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقا کا یہ خیال ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ بلکہ مسئلہ نبوت کے بارہ میں آپ کے جو خیالات شروع میں تھے۔ وہی آخر تک رہے۔ چنانچہ مولوی صاحب "القول الفصل کی ایک غلطی کا اظہار" کے صٰ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "۲۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کے پہلے اور بعد کی تحریروں میں مسئلہ نبوت پر جو کچھ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔ ان میں ہرگز کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ جو پہلے لکھا وہی بعد میں لکھا ہے۔ ۔ ۔ ۔ اگر بعد میں اپنے آپکو نبی کہا ہے۔ تو پہلے بھی کہا ہے اور اگر پہلے اپنی نبوت کو جزوی ظلی غیر مستقل بروزی غیر حقیقی کہا ہے۔ تو بعد میں بھی کہا ہے۔" برخلاف اس کے ہماری تحقیق یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسئلہ نبوت میں اپنے عقیدہ کو سنہ ۱۹۰۱ء کے قریب تبدیل کیا ہے۔ اور یہ امر اس قدر واضح ہے کہ اس میں شک کرنے کی گنجائش ہی باقی نہیں ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل امور ہمارے اس دعوے کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔

حضرت مسیح سے افضل ہونیکا دعویٰ

اول۔ ایک زمانہ میں حضور علیہ السلام اپنے آپ کو حضرت مسیح علیہ السلام سے افضل نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ اگر کوئی امر آپ کی فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو اسے جزئی فضیلت قرار دیتے ہوئے فرماتے کہ ایک غیر نبی کو نبی پر جزئی فضیلت ہوسکتی ہے۔ لیکن اس کے بعد آپ پر ایسا زمانہ آیا۔ جب آپ نے فرمایا کہ میں ہر شان میں مسیح سے افضل ہوں۔ اور ان دونوں باتوں میں تطبیق دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ پہلے میں سمجھتا تھا۔ کہ میں نبی نہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ کی وحی نے مجھے اس خیال پر نہ رہنے دیا۔ اور بار بار نبی کا خطاب دیا۔ تو میں نے اپنے آپ کو مسیح سے افضل قرار دیا۔ چنانچہ جب حضور علیہ السلام کے ان دو بیانات پر جن میں سے ایک میں آپ نے فرمایا تھا۔ کہ حضرت مسیح پر مجھے جزئی فضیلت ہے۔ اور دوسرے میں فرمایا کہ میں ہر شان میں مسیح علیہ السلام سے بڑھ کر ہوں۔ تناقض کا اعتراض ہوا تو حضرت نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ "اس بات کو توجہ کرکے سمجھ لو۔ کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے۔ کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا۔ کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا۔ کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسےٰ رکھا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا۔ اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا۔ کہ حضرت عیسےٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے۔ اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا۔ بلکہ اس وحی کی تاویل کی۔ لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی نازل ہوئی۔ کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ۔ ۔ ۔ ۔ کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسی طرح صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کر دیا۔ کہ میں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالےٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔" (حقیقۃ الوحی صٰ ۱۴۸ تا صٰ ۱۵۰)

اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس وضاحت سے نبوت کے بارہ میں اپنے عقیدہ کی تبدیلی بیان فرمائی ہے۔ اس کے متعلق کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ اور ایسے بین بیان کے بعد مولوی محمد علی صاحب کو ہی یہ دعوےٰ کرنے کی جرأت ہوسکتی ہے۔ کہ مسئلہ نبوت کے بارہ میں حضور علیہ السلام نے اپنے خیالات میں کوئی تبدیلی نہیں فرمائی۔

تعریف نبوت میں تبدیلی

دوم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلے زمانہ میں نبوت کی جو تعریف کرتے تھے وہ مختلف ہے اس تعریف سے جو بعد میں آپ کرتے رہے۔ چنانچہ سنہ ۱۸۹۹ء میں آپ فرماتے ہیں۔

"مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔"

(الحکم جلد ۳ ۲۹/ سنہ ۱۸۹۹ء)

لیکن اس کے برخلاف سنہ ۱۹۰۵ء میں فرماتے ہیں۔ "نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے میں کوئی محذور لازم نہیں آتا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صٰ ۱۳۸)

ان دو مختلف تعریفوں سے ظاہر ہے۔ کہ آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی فرائی۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک حضور نبوت کی پہلی تعریف کرتے رہے۔ اس وقت تک اپنی نبوت سے انکار کیا۔ لیکن دوسری تعریف کے زمانہ میں اپنے نبی ہونے کا اعلان فراتے رہے۔

جزئی نبوت کہنا ترک کر دیا

سوئم ۱۹۰۱ء سے پہلے اپنی نبوت کو جزئی اور ناقص قرار دیتے رہے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ ایک طرف تو آپ کو جو درجہ دیا گیا اسے آپ نبوت نہ سمجھتے تھے۔ اور دوسری طرف خدا تعالے آپ کو نبی قرار دیتا تھا۔ اس لئے آپ دونوں باتوں کو مطابق کرنے کے لئے یہ کہہ دیتے۔ کہ مجھے جو نبی کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد جزئی نبوت یعنی محدثیت ہے لیکن جب آپ کو معلوم ہؤا۔ کہ وہ مقام جو آپ کو حاصل ہے وہی نبوت ہے تو آپ نے ۱۹۰۱ء کے بعد اپنے تئیں جزئی و ناقص نبی کہنا ترک کر دیا۔ اور نبی ہونے کا اعلان کرتے رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خاص مقام

چہارم۔ اسی طرح پہلے دوسرے محدثین کو اپنی نبوت میں شامل کرتے رہے۔ چنانچہ فرمایا " اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں۔ کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا ہو۔ اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آئیں گے۔ جو اللہ جلشانہٗ سے ہمکلام ہوتے ہیں...... اور ان میں سے ایک میں ہوں"

(نشان آسمانی صفحہ ۳۰ جون ۱۸۹۲ء)

لیکن بعد میں دوسرے محدثین سے اپنے آپ کو علیحدہ قرار دیا۔ اور فرمایا " جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

نبوت کا دعوےٰ

پنجم:۔ پھر ایک وقت تو آپ نے اشتہار دیا۔ جس میں تحریر فرمایا کہ " اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام و ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں۔ کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے۔ یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے۔ یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں...... میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں۔ اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں۔ تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں"

(اشتہار فروری ۱۸۹۲ء)

لیکن بعد میں اس کے خلاف یہ اعلان فرمایا کہ " اگر خدا تعالے سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے"

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۳ ۱۹۰۱ء)

ان تصریحات کی موجودگی میں جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خیال میں تبدیلی سے انکار کرنا بے شک ایک حیران کر دینے والی بات ہے۔

ایک غلط مطالبہ

جو تبدیلی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عقیدہ میں کی۔ اُسے بالکل نظر انداز کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب ہماری طرف سے ایک اور قسم کی تبدیلی پیش کر کے لکھتے ہیں:۔" یاد رکھو۔ اور خوب یاد رکھو۔ کہ اگر ساری عمر بھی کوئی شخص اس کوشش میں صرف کر دے۔ کہ وہ کوئی اعلان حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے ایسا نکال سکے۔ کہ فلاں وقت تک میں جزوی نبی تھا۔ مگر اب جزوی نبی نہیں رہا ہوں۔ یا اب کامل نبی ہو گیا ہوں۔ تو وہ ہرگز کامیاب نہ ہوگا"

(القول الفصل کی ایک غلطی کا اظہار)

حالانکہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تبدیلی عقیدہ سے ہرگز یہ مراد نہیں لیتے کہ ایک وقت تک آپ جزوی نبی رہے اور پھر کامل نبی ہو گئے۔ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ گو آپ شروع سے ہی نبی تھے۔ لیکن جو تعریف آپ نبوت کی پہلے کرتے رہے اس کی رو سے آپ نبی نہیں کہلاتے تھے۔ اور اپنے تئیں جزوی نبی قرار دیتے رہے۔ لیکن جب آپ پر یہ حقیقت کھل گئی۔ کہ نبوت کے لئے وہ شرائط ضروری نہیں۔ جو آپ پہلے فرماتے تھے۔ بلکہ بعض اور شرائط ہیں جو آپ میں شروع سے ہی پائی جاتی تھیں تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں نبی اور رسول ہوں۔

چنانچہ حضور علیہ السلام نے نبوت کے بارہ میں تبدیلی خیالات کو حضرت عیسیٰؑ کی زندگی اور موت کے متعلق تبدیلی خیالات سے مشابہت دی ہے۔ تو کیا اب جس طرح جناب مولوی صاحب ہم سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ ہم حضور کا کوئی ایسا اعلان دکھائیں۔ کہ فلاں وقت آپ جزوی نبی سے کامل نبی بن گئے۔ اسی طرح ہم ان سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہونگے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایسا اعلان دکھائیں۔ جس میں آپ نے یہ فرمایا ہو۔ کہ براہین احمدیہ کے لکھنے کے زمانہ میں تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ تھے۔ لیکن اب فلاں وقت سے وہ زندہ نہیں رہے۔ بلکہ فوت ہو گئے ہیں؟

جناب مولوی محمد علی صاحب اپنے ہی الفاظ میں " اگر ساری عمر بھی اس کوشش میں صرف کر دیں...... تو وہ ہرگز کامیاب نہ ہوں گے" کیونکہ اصل حقیقت یہ نہیں ہے۔ کہ جب تک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو فوت شدہ نہیں فرمایا اس وقت تک وہ زندہ تھے۔ اسی طرح اصل بات یہ نہیں ہے۔ کہ جب تک حضور نے اپنے آپ کو واقعی نبی نہیں سمجھا۔ اسوقت تک آپ جزوی نبی یعنی محدث تھے۔ بلکہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے وفات یافتہ تھے۔ گو حضور ان کو زندہ سمجھتے رہے۔ اسی طرح حضور شروع سے ہی نبی تھے۔ گو پہلے اپنے تئیں غیر نبی قرار دیتے رہے۔

کامل نبی سے مراد

اسی طرح "کامل نبی" جو مولوی صاحب نے لکھا ہے۔ اس سے بھی ممکن ہے کسی کو دھوکہ لگے۔ اس لئے یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شریعت لانے والا یا براہِ راست مستقل نبی یقین نہیں کرتے بلکہ بغیر شریعت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے مقام نبوت حاصل کرنیوالا نبی مانتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کے مطابق یہ بھی نبی ہوتا ہے۔ آپ فراتے ہیں:۔

" نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحبِ شریعت رسول کا متبع نہ ہو"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا فیصلہ اس عام فہم بات سے ہی ہو سکتا ہے۔ کہ نبوت کے بارہ میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی یا نہیں۔ اگر بقول مولوی محمد علی صاحب حضور کے خیالات شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی رہے تھے۔ تو بے شک حضور نے جس نبوت کا دعوےٰ کیا۔ وہ صرف دوسرے محدثوں والی تھی۔ اس لئے آپ نبی نہیں تھے۔ لیکن اگر آپ نے جیسا کہ میں اوپر ثابت کر چکا ہوں اپنے خیالات میں تبدیلی کی اور فرمایا کہ " جو خدا تعالےٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا" اور ایک زمانہ تک اپنے آپ کو محدثوں میں شامل کرتے رہے۔ لیکن بعد میں فرمایا کہ " نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں" تو ماننا پڑے گا۔ کہ جس نبوت کا حضور علیہ السلام نے دعویٰ کیا۔ وہ محدثوں والی نہیں بلکہ نبیوں والی ہے اس لئے آپ رسول اور نبی ہیں۔

خاکسار:۔ محمد یار عارف از لاہور

ایک مخالف مولوی صاحب کی بیعت

مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی جو ضلع گورداسپور میں احمدیت کے خلاف مناظرات اور تقریریں کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے چند دن ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف موضع پنڈوری بیساں کے رہنے والے ہیں۔ اس علاقہ میں ایک اعلےٰ درجہ کے مناظر اور مبلغ مانے جاتے تھے۔ اور اپنے علم کی وجہ سے کافی شہرت حاصل رکھتے تھے۔ موضع کلیاں بکھو وال میں ایک انجمن اسلامیہ تھی۔ جس میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھتے تھے۔ اور باقاعدہ طور پر احمدیت کی مخالفت کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔

مولوی صاحب پہلے اہلحدیث خیال کے تھے بعض خوابوں اور مکاشفات کی بنا پر ان کو احمدیت کی طرف تحریک ہوئی۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کو بیعت کا خط لکھ دیا۔ مگر ارادہ یہ کیا۔ کہ ابھی احمدیت کا اعلان نہیں کروں گا۔ مگر جب حضور کا جواب پہنچا کہ آپ کی بیعت قبول کی جاتی ہے۔ تو احمدیت کے جوش نے انہیں اس بات پر آمادہ کر دیا۔ کہ فوراً بیعت کا اعلان کر دیں۔ مولوی صاحب کی بیعت علاقہ میں احمدیت کی سچائی کے لئے ایک نشان ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو استقامت عطا فرمائے۔ اور دوسروں کے لئے موجب ہدایت بنائے۔ ان کے قبول احمدیت کے باعث چار افراد ان کے رشتہ داروں میں سے احمدی ہو چکے ہیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ

۲۰ ہزار تبلیغی اشتہارات برائے تقسیم

صیغہ نشر و اشاعت کی طرف سے بیس ہزار تبلیغی اشتہارات جملہ جماعت ہائے احمدیہ کو روانہ کئے گئے ہیں۔ احباب ان کو مناسب طریق سے تقسیم کریں۔ اور سیکرٹری صاحبان تبلیغ تقسیم اشتہارات اور دوسری تبلیغی مساعی کی رپورٹ مطبوعہ رپورٹ فارموں پر باقاعدہ بھجواتے رہیں۔ غیر مبایعین میں تقسیم کرنے کے لئے دوسرا ٹریکٹ عنقریب بھجوایا جائے گا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف۔ "ایک غلطی کا ازالہ" بھی چھپ کر تیار ہے۔ جو کہ غیر مبایعین میں تقسیم کرنے کے لئے بہترین چیز ہے۔ ایک آنہ میں پانچ اور ایک روپیہ میں سو علاوہ محصولڈاک احباب منگا کر تقسیم کریں۔

احباب سے درخواست ہے۔ کہ چندہ نشر و اشاعت میں کمی یا سستی نہ ہونے دیں اور جو دوست اس میں حصہ نہیں لیتے وہ فی زمانہ اس کی ضرورت اور اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس ذریعہ تبلیغ میں ضرور شریک ہوں۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش تھی اس صیغہ کو مضبوط کرنے میں سب دوست مدد کریں۔ نیز جن دوستوں کی خدمت میں نشر و اشاعت کے خاص چندہ اور پریس کے لئے مدد کی تحریک ارسال کی گئی ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ اپنے ارادہ سے جلد مطلع فرمائیں۔ والسلام

مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان۔

ضلع گورداسپور کی احمدی جماعتوں کیلئے اعلان

گزشتہ ماہ میں ایک مطبوعہ تحریک کے ذریعہ ضلع گورداسپور کی زمیندارہ جماعتوں کو توجہ دلائی گئی تھی۔ کہ ہر قسم کا چندہ خواہ چندہ عام وغیرہ ہو۔ یا جلسہ سالانہ۔ کھلیانوں پر ہی احباب سے وصول کر لیا جاوے۔

نیز اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی گئی تھی۔ کہ چندہ سالانہ میں جو غلہ وصول کیا جاوے اسے بجائے فروخت کرنے کے بجنسہٖ مرکز میں بھجوا دیا جاوے۔ اور اس سے علاوہ دیگر چندوں میں جو غلہ وصول ہو۔ اسے فروخت کر کے اس کی رقم جلد سے جلد مرکز میں بھجوا دی جائے۔ اور چندہ کا غلہ کسی کے پاس ادھار فروخت نہ کیا جاوے۔

اس سلسلہ میں یہ اعلان بطور یاددہانی شائع کیا جاتا ہے۔ کہ ضلع گورداسپور کی جماعتیں مرسلہ مطبوعہ تحریک کے متعلق پوری طرح عملدرآمد کر کے عند اللہ ماجور ہوں

ناظر بیت المال

مجالس خدام الاحمدیہ کو ضروری اطلاع

بہت سی مجالس اپنی گزشتہ ماہ کی کارگزاری کی رپوٹیں اگلے مہینہ کی پندرہ تاریخ کے بعد بھیجتی ہیں۔ حالانکہ مرکزی رپورٹ مہینہ کے نصف اول میں ہی مرتب کر لی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی رپورٹیں مرکزی رپورٹ میں شامل نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے براہ کرم تمام مجالس خیال رکھیں کہ پاس مہینہ کی رپورٹیں جلد از جلد اور آئندہ اپنی ماہوار رپورٹیں ہر مہینہ کی دس تاریخ تک دفتر مرکزیہ میں پہنچ جانی چاہئیں۔

خاکسار خلیل احمد جنرل سکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ

اعلان اخراج از جماعت

جماعت احمدیہ دہلی کو ایک عرصہ سے ڈاکٹر شمس الدین صاحب کے خلاف شکایات تھیں۔ ان کی طرف سے اطلاع آنے پر نظارت امور عامہ نے ڈاکٹر صاحب سے جواب طلب کیا۔ مگر جواب دہی میں ان کی طرف سے سلسلہ تحقیق کو التواء میں ڈالا گیا۔ اسی ضمن میں ان کے متعلق مزید رپورٹ نظارت امور عامہ میں پہنچی۔ کہ ان کے تعلقات مخرجین سے ہیں۔ اور کہ وہ نظام سلسلہ کے خلاف طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ پیشتر اس کے کہ نظارت امور عامہ ان کے خلاف کارروائی کرتی۔ انہوں نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنی اور اپنی اہلیہ کی طرف سے فسخ بیعت کا خط لکھ دیا۔ لہذا احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ڈاکٹر شمس الدین صاحب اور ان کی اہلیہ دونوں جماعت سے خارج کئے جاتے ہیں۔

ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان

بقیہ صفحہ ۲

تشویش اور گھبراہٹ کو نزدیک نہ آنے دو۔ ہمتیں بلند رکھو۔ عزم مضبوط رکھو۔ اور خدا کے فضل پر بھروسہ رکھو۔ کہ تاریکی جب انتہاء کو پہنچ جاتی ہے۔ تو صبح کی روشنی نمودار ہوتی ہے۔ کوشش کرو۔ کہ ہم روشنی کے فرزند کہلا سکیں۔ اور روشنی کے وارث ہوں۔ یہ مت سمجھو کہ یورپ کا امن خطرہ میں ہے اور ہم آرام میں ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اس وقت نہ یورپ امن میں ہے۔ نہ ایشیاء نہ افریقہ نہ امریکہ اور نہ وہ لوگ جو جزائر میں رہتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ گو جنگ میں ظاہری کامیابی جنگی سامانوں سے ہے۔ مگر اس آگ کے بجھانے کے لئے آنکھوں کا پانی درکار ہے۔ ذرا غور کرو۔ کہ بنی نوع انسان اس حالت کو کیسے پہنچے۔ آج تہذیب کی مدعی قومیں ایک دوسری پر اس طرح چڑھ آئی ہیں۔ جیسے سمندر کی موجیں ایک دوسری پر آج ایک صور پھونکا گیا ہے۔ اور لاکھوں انسان ایک دوسرے کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے ہیں۔ گویا جہنم کا مونہہ کھول دیا گیا ہے۔ اور انسانی مال اور جانیں اس کی نذر ہو رہی ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے یہی ہے کہ مخلوق نے اپنی آنکھیں اپنے خالق سے پھیر لیں۔ اپنے کان اس کی آواز سے بند کر لئے اور اپنے ہاتھوں کی صنعتوں پر ناز اور گھمنڈ اس قدر بڑھ گیا۔ کہ اپنے خالق کی طرف توبہ کرنے کی فرصت ہی نہ رہی۔ گویا قادر مطلق خدا کو معزول کر کے انسانوں کو اس کی جگہ دے دی گئی ؛

پس وہی صنعتیں ان کے لئے عذاب اور ہلاکت کا موجب ہو گئیں۔ جس کے کان ہوں سنے۔ کہ خدا تعالیٰ کا غضب اس وقت جوش میں ہے۔ اور اس وقت اصل خدمت انگلستان اور فرانس کی بلکہ بنی نوع انسان کی یہ ہے۔ کہ ہم سب اپنے خیالات اپنے ارادوں اپنے منصوبوں اور اپنے اعمال کو پاک کریں۔ ان چیزوں سے پرہیز کریں۔ جن سے خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے۔ اور ان کو اختیار کریں۔ جن سے اس کی رحمت جوش میں آتی ہے۔ تا دنیا پھر امن کی نعمت کو پا سکے۔ ہر شعبۂ زندگی میں نفسانیت کو چھوڑ کر تقوےٰ کی راہ اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ کے حضور تضرع اور زاری کریں۔ اور ہماری سب جدوجہد اسی کے لئے ہو اپنی طاقت غرور گھمنڈ۔ اختیارات اور وہ سامان جن کو وہ مقام دے دیا گیا۔ جو دراصل معبود حقیقی کا ہے کلی طور پر اس وقت ہیچ ہیں۔ اس وقت ہم سب سے بڑی مدد جو برطانیہ اور فرانس کی کر سکتے ہیں۔ وہی ہے جس سے اعلےٰ اخلاق اور روحانیت کو زندہ رکھا جا سکے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہر قسم کے ذرائع سے ان کی مدد کریں۔ تا ہماری آئندہ نسلیں ہلاکت سے بچ جائیں۔ اور زمین پر بھی خدا کی مرضی قائم ہو جیسا کہ آسمان پر ہے ؛

وصیت نمبر ۵۵۹۱

منکہ عبدالکریم ڈار ولد چودھری جان محمد صاحب قوم ڈار پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۲۷ سال تاریخ بیعت ساکن منگل شاہ ہو ڈاک خانہ یاروکی ضلع سیالکوٹ حال ٹانگانیکا افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ (۱) ایک قطعہ اراضی سوا کنال واقعہ محلہ دارالعلوم قادیان جس کی موجودہ قیمت اندازاً ساڑھے پانچ صد روپیہ ہے۔ ایک مکان پختہ رہائشی واقع محلہ دارالرحمت بابو محمد ایوب صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر نے میرے پاس بارہ صد روپیہ میں رہن رکھا ہوا ہے۔ مبلغ دو ہزار روپیہ میرا امانت ذاتی میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع ہے۔ سوا صد روپیہ میرا پوسٹ آفس قادیان کے سیونگ بنک میں جمع ہے۔ میرا گزارہ میری ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت اندازاً اڑھائی سو شلنگ ماہانہ ہے۔ میں اپنی تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ جس کی تفصیل سطور بالا میں دے دی گئی ہے۔ کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میں اپنی ماہوار آمد کا بھی دسواں حصہ تادم زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میں انشاء اللہ تعالےٰ کوشش کروں گا۔ کہ اپنی عین حیات میں ہی اپنی جائیداد کا حصہ وصیت ادا کر دوں۔ لیکن اگر خدانخواستہ ایسا نہ کر سکوں تو میرے ورثاء اس وصیت کے پابند ہوں گے۔ نیز میری وفات پر اگر اس کے علاوہ میرا کوئی ترکہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد عبدالکریم ڈار بقلم خود۔ گواہ شد مختار احمد ایاز۔ گواہ شد سردار بشارت احمد۔

اجرائے ”الفضل“ کیلئے درخواست

(۱) ایک بڑے شہر کی ایک مسلم یونین نے درخواست کی ہے۔ کہ ان کی لائبریری کے نام ”الفضل“ مفت جاری کر دیا جائے۔ الفضل کے اعانت فنڈ میں چونکہ فی الحال گنجائش نہیں۔ لہٰذا اگر کوئی مستطیع دوست ایک سال کے لئے اس لائبریری کے نام ”الفضل“ جاری کرنے کے لئے رقم ارسال فرمائیں تو ثواب کے مستحق ہوں گے۔ اور یہ پرچہ ان کی طرف سے تبلیغ کا کام دے گا۔

رقم اس اعلان کے حوالہ سے بنام مینیجر الفضل ارسال کی جائے۔

(۲) ضلع سرگودہا کے ایک غیر احمدی سکول کے ٹیچر نے الفضل کے مطالعہ کا شوق ظاہر کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ اگر وہ خریدنے کی استطاعت رکھتے تو خرید کر پڑھتے۔ ان کے شوق کے پیش نظر اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ کوئی صاحب استطاعت دوست توجہ فرمائیں۔ تا ان کے نام اخبار جاری کر دیا جائے۔ خاکسار مینیجر

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

روم ۱۱ جون۔ آج اٹلی نے اعلان جنگ کر دیا۔ مسولینی نے ہنگامہ خیز تقریر کی۔ جس میں کہا کہ مغرب کی سرمایہ دار جمہوریتوں نے ہمیشہ اطالوی ترقی میں روکاوٹ پیدا کی ہے۔ اب ہم نے جنگ کے خطرات سے دوچار ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور ہم خشکی وتری پر کسی اور قوم کو جنگ میں شامل کرنے کی خواہش نہیں رکھتے۔ معلوم نہیں یوگوسلاویہ۔ ترکی اور یونان میرے ان الفاظ کو خلوص پر مبنی سمجھیں گے یا نہیں۔ مگر میں نے صاف طور پر اپنا عندیہ پیش کر دیا ہے۔ شاہ اٹلی نے بھی اس بارہ میں فرمان صادر کر دیا ہے۔

لنڈن ۱۱ جون۔ ابھی تک اٹلی کی طرف سے کسی حملہ کی خبر نہیں آئی۔ روم ریڈیو کا بیان ہے۔ کہ اطالوی حکومت لڑائی کے بارہ میں پہلا اعلان دو تین گھنٹہ بعد شائع کرے گی۔ فرانسیسی افواج نے کوہ الپس کے مورچے سنبھال لئے ہیں۔ شاہ اٹلی نے مسولینی کو سب سے بڑا کمانڈر مقرر کر دیا ہے۔ اور مارشل بڈوگلیو کو فوجی کارروائیوں کا افسر اعلےٰ۔ اٹلی کے اعلان جنگ کے تھوڑی دیر بعد اس کے تین جہاز ضائع ہو گئے ہیں۔ دو نے تو اپنے پیندوں میں سوراخ کر کے خودکشی کر لی۔ اور ایک کینیڈا کے سمندر میں پکڑ لیا گیا۔ ایک اطالوی اخبار نے لکھا ہے۔ کہ فتح حاصل کرنے کے لئے ہمیں بھاری نقصان برداشت کرنے پڑیں گے۔ ابھی تک بحیرہ روم میں اتحادی افواج صحیح وسلامت ہیں۔ ٹیونس اور فرانسیسی مراکو میں کوئی گھبراہٹ نہیں۔ بلقانی ممالک نے اور احتیاطی تدابیر شروع کر دی ہیں۔ یوگوسلاویہ میں اور فوجیں لام پر بلالی گئی ہیں۔ آج ترکی کیبنٹ کا جلسہ ہوا۔ صدر جمہوریہ ترکی انقرہ پہونچ رہے ہیں۔ مصر کچھ عرصہ سے پوری طرح تیار ہے۔ اٹلی پر سمندری اور ہوائی حملے بڑی آسانی سے ہو سکتے ہیں۔ روم اور میلان پر اگر ہوائی حملے ہوئے تو وہاں بچاؤ کا بھی کوئی انتظام نہیں۔ آسٹریلیا۔ کنیڈا اور نیوزی لینڈ نے اٹلی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔ جنوبی افریقہ نے اس سے تعلقات منقطع کر لئے ہیں۔

پیرس ۱۱ جون۔ جو جرمن دستے دریائے سین سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ انہیں روک دیا گیا ہے۔ دریائے رین کے محاذ پر کوئی خاص بات نہیں۔

لنڈن ۱۱ جون۔ آج برطانیہ بھر میں اٹلی کے خلاف مظاہرے ہوئے۔ ایڈنبرا میں تو دنگہ ہو گیا۔ کئی لوگوں کو چوٹیں آئیں۔ مشتعل ہجوم نے مکانوں کی کھڑکیاں توڑ دیں۔ اور پولیس کو ڈنڈے برسانے پڑے۔

شملہ ۱۱ جون۔ ہندوستان میں سولہ سے ساٹھ سال کی عمر کے اطالوی پکڑے جا رہے ہیں۔ یہاں کل ۷۰۰ اطالوی ہیں جو زیادہ تر مدراس کے علاقہ میں رہتے ہیں۔ اور ان میں سے بہت سے پادری ہیں۔ جن پر یہ احکام حاوی نہ ہوں گے۔

لنڈن ۱۱ جون۔ آج پیرس خالی کیا جا رہا ہے۔ لوگ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ پیرس کے اخبار آج یہاں سے آخری بار چھپے۔ اب وہ صرف ایک صفحہ پر چھپا کریں گے۔ آج کے اخبارات میں مسولینی کا اعلان جنگ درج تھا۔

لاہور ۱۱ جون آج مسجدوں سے ۲۷ خاکسار پکڑے گئے۔ ان میں سے چودہ کو چوٹیں آئیں۔ اور انہیں میو ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ حکومت نے ایک بیان شائع کیا ہے کہ چونکہ خاکساروں نے شہر میں بے چینی پھیلا رکھی ہے۔ اس لئے ایڈیشنل پولیس رکھنی ضروری ہے۔ اور اس کے اخراجات ایک سال کے لئے شہر کے مسلمانوں سے وصول کئے جائیں گے۔

لنڈن ۱۱ جون کل سے پیرس اور نیویارک کے درمیان ریڈیو اور ٹیلیفون کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ جو غالباً فوجی سرگرمیوں کے باعث ہوا ہے۔

سٹاک ہالم ۱۰ جون۔ ماسکو ریڈیو سے جرمنی کو انتباہ کیا ہے۔ کہ بحیرہ بالٹک کو اپنی سرگرمیوں کا اکھاڑہ نہ بننے دے نیز یہ کہ لتھویا۔ لتھونیا۔ اسٹونیا۔ یا فنلینڈ کی آزادی میں مداخلت کی کوشش کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ ان ملکوں کی حفاظت کے لئے سوویٹ گورنمنٹ اپنی تمام طاقت استعمال کرے گی۔

امرتسر ۱۱ جون گندم دڑا ۲/۱۱/۶ گندم اعلیٰ ۲/۱۵/۶ ۔ چنے ۳/۱۴/۶ ۔ پرانی باسمتی ۸/۱۴/۰ ۔ نئی باسمتی ۷/۱۰/ ۔ جھونا ۴/۱۳/۴ توریا ۴-۶-۱۰ ۔ تل سفید ۸/۱/۰

اوکاڑہ ۱۱ جون گندم اعلیٰ ۲/۱۲/۱ دڑا ۲/۱۰/۱ ۔

لائل پور ۱۱ جون۔ گندم اعلیٰ ۲/۱۴/۰ دڑا ۲/۹/۲ ۔ چنے ۳/۳/۹ ۔

شملہ ۱۱ جون۔ آج ساڑھے سات بجے شام سر سکندر حیات خاں صاحب وزیر اعظم پنجاب نے پنجابی میں ایک تقریر براڈکاسٹ کی۔ جس میں اٹلی کی جنگ میں شمولیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اٹلی کے جنگ میں شامل ہونے سے سارے یوروپ میں ہی نہیں۔ بلکہ ایشیا میں بھی خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور ہندوستان میں خطرہ بڑھ گیا ہے۔ پس اے پنجابی سورمو! اور بہادرو تم کیل کانٹے سے لیس ہو جاؤ۔ ہندوستان اور پنجاب کی حفاظت کرنا ہمارا کام ہے۔ ہمیں تن من دھن قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئیے۔ دشمن زبردست ہے۔ مگر ہمارے ساتھ ہمارا خدا ہے۔ فتح ہماری ہوگی۔ پنجابیو! جس وقت کا انتظار تھا وہ آ گیا ہے۔ اٹھو پنجاب کی لاج رکھنے کے لئے۔ اپنی ماؤں۔ بہنوں اور بیٹیوں کی حفاظت کے لئے اٹھو!

لنڈن ۱۱ جون روم کی خبروں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اٹلی کی فوجوں نے آج سورج نکلنے سے تھوڑی دیر قبل کئی جگہوں پر حملہ کر دیا۔ ابھی ان حملوں کی تفاصیل کا علم نہیں ہو سکا۔ مسولینی نے جن ملکوں سے لڑائی نہ چھیڑنے کا وعدہ کیا ہے۔ ان میں رومانیہ شامل نہیں۔ رومانوی گورنمنٹ اپنے بچاؤ۔ اور اپنی غیر جانبداری کو برقرار رکھنے کے لئے پورے پورے انتظامات کر رہی ہے۔

میڈرڈ ۱۱ جون۔ یہاں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اٹلی کے اعلان جنگ سے سپین کے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

لنڈن ۱۱ جون۔ اٹلی کے اعلان جنگ کا ذکر کرتے ہوئے برطانوی اخبارات نے لکھا ہے۔ کہ پریذیڈنٹ روزویلٹ کے قول کے مطابق یہ کارروائی ایسی ہے۔ جیسے کسی کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا جائے۔

نیویارک ۱۱ جون۔ پریذیڈنٹ روزویلٹ نے کل رات جو تقریر براڈکاسٹ کی اس میں کہا کہ امریکہ کو ان قوموں سے ہمدردی ہے۔ جو ظلم کے دیوتا سے لڑ رہی ہیں۔ امریکہ اتحادیوں کو سامان جنگ دیگا اور اپنی جنگی تیاریاں بھی کرتا رہے گا۔ آپ نے حکم دیا ہے۔ کہ امریکہ کی غیر جانبداری کا قانون اب اٹلی پر بھی حاوی ہوگا۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اگر اٹلی امریکہ سے کوئی مال خریدنا چاہے۔ تو اسے نقد دام دینے ہوں گے۔ اور اپنے جہازوں میں لانا پڑیگا۔ امریکہ کے اخبارات مسولینی کے اس فیصلہ کے خلاف سخت ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ نیویارک ٹائمز نے لکھا ہے۔ کہ اٹلی ایک ایسا گیدڑ ہے۔ جو مارے ہوئے شکار کی ہڈیاں ڈھونڈتا پھرتا ہے۔

لنڈن ۱۱ جون۔ یہاں کے سرکاری حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جرمنوں نے اپنی ہر چیز لڑائی میں جھونک دی ہے۔ یہ لڑائی ورلڈ وار کی لڑائی سے بھی خطرناک ہے۔ فرانسیسیوں کو اپنے سے تین گنا زیادہ تعداد سے مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ اور ان کے ایک ٹینک کے مقابلہ میں دشمن کے چار ٹینک ہیں۔ مگر پھر بھی فرانسیسی فوجیں ڈٹ کر مقابلہ کر رہی ہیں۔ ایک فرانسیسی فوجی افسر کا بیان ہے کہ جرمن حملہ کا زور تین چار روز میں ٹوٹ جائیگا جرمنوں نے میجنو لائن پر پیچھے سے حملہ کی کوشش کی مگر انہیں پیچھے ہٹا دیا گیا۔ فرانسیسیوں نے پیرس کے شمال میں نئے مورچے سنبھال لئے ہیں

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا، اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی